Al-Milal: Journal of Religion and Thought (AMJRT)

Volume 2, Issue 1
ISSN (Print): 2663-4392
ISSN (Electronic): 2706-6436
ISSN (CD-ROM): 2708-132X
Issue: http://al-milal.org/journal/index.php/almilal/issue/view/4
URL: http://al-milal.org/journal/index.php/almilal/article/view/59
Article DOI: https://doi.org/10.46600/almilal.v2i1.59

AMJRT
Kaleem ullah, et al.

Title Islamic Approach towards Social Construction: An Analysis in the Light of Hazrat Umar Farooq (RA) Wisdom and Thought

Author (s): Kaleem ullah, Muhammad Fakhar ud Din

Received on: 29 June, 2019
Accepted on: 29 May, 2020
Published on: 25 June, 2020

Citation: Kaleem ullah and Muhammad Fakhar ud Din, "Construction: An Analysis in the Light of Hazrat Umar Farooq (RA) Wisdom and Thought," *Al-Milal: Journal of Religion and Thought* 2 no. 1 (2020): 253-273

Publisher: Pakistan Society of Religions

ASIAN Research Index
ACADEMIA
ERIHPLUS
INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
EuroPub
Google Scholar
IRI
Crossref
Click here for more

تعمیرِ سماج کا اسلامی منہج: حضرت عمر فاروقؓ کی فکر و بصیرت کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Islamic Approach towards Social Construction: An Analytical Study in the Light of Hazrat Umar Farooq's (RA) Wisdom and Thought

کلیم اللہ *

محمد فخر الدین**

Abstract

The modern era is considered as advanced and humanized in terms of materialized advancement only. Today the leading societies of the world have created a self-sufficient religion in the name of humanism and have set standards ignoring Divine guidance. Thus, man has the right to decide the rules and norms of society on his own goodwill. As a result, the breaking of family system, appearance of gay and homosexual relations, etc. are being considered as legitimate in many countries where religion is no more considered a guiding principle. On the other hand, revealed religions have focus on the development of humanity in terms of both the ethical and materialistic perspectives. Islam as religion has provided a model of such an advancement and social change in history that has proven that Divine guidance is major source for betterment and development of civilization and humanity. This was practically proven in the time of Muslim golden rule in the world. The caliph Umar (R.A) was the man who introduced for the first time, the principles and values, which has changed the Arabs to a civilized and humanized nation. This huge change was made possible in the light of Divine guidance. In this academic article all such norms, values, and principles that were introduced by Sayyīdnā Umar (R.A) which brought a social change in his Era are discussed. Facts have been collected from historic books and presented following the descriptive and analytical method. Although, the information was narrated and scattered in the books, no proper study was introduced where the role of these reforms in the social construction was analyzed. The aim of the study has to investigate the historic facts of social change in the era of the righteous Caliph Sayyidna Umar bin Khattāb and prepare a guideline for the humanity in present era.

Keywords: Social Reforms, Caliph Umar, Reforms, Era of Caliph, Muslim Contribution towards Civilization

* لیکچرار، دی یونیورسٹی آف لکی مروت۔mailto:kaleemsaad313@gmail.com۔

**لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ و تحقیق، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، بنوں۔fakhar_07@yahoo.com۔

تمہید

امت مسلمہ ان معانی میں روحانی گروہ ہے کہ اس کی جدوجہد کائنات کی روحانی تعبیر پر مبنی ہے۔ توحید الوہیت اور توحید ربوبیت اس روحانی تعبیر کی بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کائنات کا خالق، اسے نشوونما دینے والا ہے۔ انسان کی راہنمائی کے لئے اس نے نبوت ورسالت کا ادارہ قائم کیا جو وحی الٰہی کی بنیاد پر فرد اور معاشرے کی اصلاح نشوونما کرتا رہا۔ مغرب اس روحانی اساس کا بالعموم منکر ہو چکا ہے۔ اسی وجہ سے ان کے ہاں بالعموم انسانی ترقی کو مادی پیمانے کے لحاظ سے ناپا جاتا ہے جبکہ اسلام میں مادی (پہلو) کے ساتھ روحانی پہلو بنیادی معیار ہے تاکہ سماج مادی، اخلاقی اور روحانی اعتبار سے اعلیٰ سے اعلی ترین منازل کی طرف گامزن ہو۔ اس لحاظ سے سماج کی تشکیل میں اسلام اور دیگر ازم میں جوہری فرق پایا جاتا ہے۔ اہل مغرب نے انسانیت (Humanism) کے نام سے خود ساختہ پیمانہ ایجاد کیا ہے جس میں انسان کے لئے حقوق کے معیار مقرر کئے اور یہ طے کیا کہ انسان کو خود ہی اپنے خیر وشر، نفع ونقصان مالہ وماعلیھا جملہ امور کا فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اختیار کا منبع منتخب پارلیمنٹ یا قانون ساز ادارے ہیں۔ چنانچہ اسی ناقص تصور سے مفاسد کو قانونی تحفظ فراہم کیا۔ مذہب کی گرفت سے آزادی حاصل کرنے کی روش کو روشن خیالی، اعتدال پسندی، آزاد خیالی اور ترقی پسندی کا نام دیا۔ جب کہ انسانی تاریخ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ کے فرستادہ انبیاء نے ہی انسان کو تہذیب کا درس دیا۔ اسلام دیگر مذاہب عالم کی طرح محض مجموعہ عبادات نہیں کہ جو بندے اور رب کے درمیان نجی معاملہ ہو بلکہ یہ دین کامل ہے جو انسان کی انفرادی واجتماعی زندگی کے تمام امور کے لئے راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام کے عروج کے دور میں مسلمانوں کی تہذیبی اور سماجی ترقی کی بنیاد بھی ان آسمانی ہدایات پر تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور تعلیمات اس بات کی شاہد ہیں کہ آج کے فلاحی معاشرہ اور ریاست کی بنیاد اسلام کی عطا کردہ ہے۔ چونکہ عہد نبوی اور عہد صدیقی ایک تعمیری دور تھا۔ اسلامی معاشرے کو متعدد اندرونی اور بیرونی چیلنجز درپیش تھے جبکہ عہد فاروقی ایک مستحکم اسلامی معاشرے میں بدل چکا تھا۔ اسلئے حضرت عمر فاروق نے اسلام کی روح، حکمت نبوی سے حاصل شدہ فیض اور خدا کی طرف سے ودیعت کردہ صلاحیتوں کی بنیاد پر ایک ایسے انسانی سماج کی بنیاد ڈالی جو نہ صرف ترقی پسند اور فلاحی حسن سے مزین تھا بلکہ اس میں انسان کا براہ راست تعلق روحانیت سے تھا۔ آپ نے سماج کے ہر ادارے میں اصلاحات کیں۔ اسلامی معاشرہ کی ترقی اور ترویج میں خلافت راشدہ کا عہد فاروقی نہایت ممتاز ہے۔ آپ نے زبان رسالت سے فاروق کا لقب پایا اور رحمت خداوندی سے اس مقام پر فائز ہوئے کہ زبان رسالت سے یہ بشارت پائی کہ میرے بعد اگر نبوت ہوتی تو عمر کو ملتی۔ آپ کے عہد

مسعود میں خلیفہ وقت کی ذاتی بصیرت، معاملہ فہمی، ترقی پسند سوچ بشارات نبوی کی ایک مجسم شکل بنی۔ جو نہ صرف مسلم تاریخ بلکہ انسانیت کی تاریخ کا ایک روشن ترین باب ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

اہل اسلام نے محبت اور جانشانی سے تاریخ اسلام کو محفوظ کیا۔ سیرت نبوی کے ذیل میں ہر جہت سے تاریخ اسلام کے ہر گوشے کو نا صرف جمع کیا بلکہ اس کا ناقدانہ جائزہ لیا۔ تمام کتب حدیث، مسلم تاریخ اس کی بنیاد ہیں۔ ماضی قریب اور عصر حاضر میں محققین نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے حوالے سے بنیادی کام پیش کیا جن میں الفاروق القائد از محمود شيث خطاب [1]،فصل الخطاب في سيرة عمر بن الخطاب از على محمد ، محمد الصلابي[2]، اليرموك والفتح العمري الإسلامي للقدس از سهيل زكار[3]، عبقرية عمر از عباس محمود العقاد [4]، موسوعة فقه عمر بن الخطاب از محمد رواس قلعه جي [5]، الفاروق العمر از محمد حسين هيكل [6]اور الفاروق ازمولانا شبلی نعمانی[7]، Al-Buraey Muhammad کا علمی مقالہ Administrative

1 عربی زبان میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ پر لکھی گئی معروف کتاب ہے، , جو مطبع العانی نے بغداد سے شائع کی۔ 191 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے مولف معروف مصری مفکر اور ماہر عسکریات محمود شیث (1919-1998) ہیں۔

2 معروف عرب سکالر کی تالیف ہے، اصلا عربی میں ہے، 700 صفحات پر مشتمل ہے جو متعدد زبانوں میں ترجمہ بھی کی جا چکی ہے۔ مصنف لیبیا کے ہیں جن کی پیدائش 1963 میں ہوئی، انقلابی فکر اور سکالر شپ کی وجہ سے مشرق و مغرب میں جانے جاتے ہیں۔

3 272 صفحات پر مشتمل کتاب ہے، 2002 میں مصر سے شائع ہوئی۔ بنیادی طور پر بیت المقدس کی فتح کے متعلق ہے، لیکن بصیرت فاروقی پر بھی تفصیلی مباحث موجود ہیں۔

4 فاضل مولف (1889-1964) عالم عرب کے نامور صاحب قلم تھے۔ اول مرتبہ 1941 سے مصر میں شائع ہوئی۔ اس تالیف میں مولف نے آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی دانش مندی اور اختراع پر خاص توجہ کی ہے۔

5 دار النفائس، سے 1989 میں شائع ہونے والی عربی تصنیف، جس کی ضخامت 896 صفحات ہے۔

6 فاضل مولف (1888.1956) مصر سے تعلق رکھتے تھے۔ 624 صفحات پر مبنی یہ کتاب مصر سے شائع ہوئی ہے، اسکے تراجم متعدد زبانوں میں موجود ہیں۔ پچاس کی دہائی میں یہ کتاب لکھی گئی۔

7 اردو زبان میں بر صغیر پاک و ہند میں آپ رضی اللہ تعالی عنہ پر بہترین کتاب ہے، جو مولانا شبلی نعمانی (1857-1914) کی مایہ ناز تالیف ہے، جس میں آپ رضی اللہ کی حیات اور کمالات پر مفصل روشنی ڈالی گئی ہے۔

"An Islamic Alternative: Equality, اور[8] Development An Islamic Perspective Shadi از Redistributive Justice and the Welfare State in the Caliphate of Umar" Hamid [9] جیسی اہم تحریریں اس حوالے سے موجود ہیں۔ تاہم زیر نظر مقالہ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں اجتماعی زندگی کے تمام اہم عوامل کے متعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بصیرت کا جائزہ اصل ماخذ کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے عرب قدیم انسانی دنیا کے ترقی یافتہ ترین قوم بن کے ابھرے۔ اس مطالعہ سے وہ اصول منضبط کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جسے بنیاد بنا کر عصر حاضر میں سماج کی تشکیل نو اسلامی اور فلاحی بنیاد پر کی جا سکتی ہے۔

حضرت عمر فاروق اور تعمیرِ سماج کے لیے کیے گئے اقدامات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد کے سماج اور نوع انسانی کی تعمیر و ترقی کے لئے ہمہ جہتی اقدامات اٹھائے، تاہم یہ اس سماج میں موجود وہ بنیادی اقدار تھیں جن کی اصلاح ہی در حقیت سماجی تعمیر نو تھی۔ تاریخ کی عادلانہ شہادت نا صرف مسلم تواریخ بلکہ غیر مسلم مطالعہ جات کے اندر بھی موجود ہے کہ یہ وہ بنیاد تھی جو آپ نے فراہم کی۔ اس کی بنیاد پر وہ سماج آج بھی ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ اس مقالہ میں منتخب بنیادی عوامل کی اصلاحات کا تذکرہ تفصیلا پیش کیا جاتا ہے جو حضرت فاروق اعظم نے اپنے دور مسعود میں نافذ کیں۔

تزکیہ و تعلیمی بندوبست

قرآن کریم میں تزکیہ کو تعلیم کے ساتھ متصل ذکر کیا گیا کیونکہ ان دو میں سے کسی ایک کے بنا انسان اور سماج کی اصلاح ممکن نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ [10] یعنی وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں ان ہی میں سے (محمد کو) پیغمبر بنا کر بھیجا جو ان کے

---

[8] Al-Buraey, published by Kegan Paul International Ltd., 1986, 470 pages

[9] Shadi Hamid (August 2003), "An Islamic Alternative? Equality, Redistributive Justice, and the Welfare State in the Caliphate of Umar", *Renaissance: Monthly Islamic Journal*, **13** (8) , http://www.monthly-renaissance.com/issue/content.aspx?id=355, accessed on January 15, 2020.

[10] القرآن 62:2

سامنے اسکی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور ان کو (اللہ کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس سے پہلے یہ صریح گمراہی میں تھے۔

تزکیہ سے مراد اچھے اخلاق کا بیان اور اس پر ابھارنا اور برے اخلاق سے بچنے کی دعوت۔ علم سے مراد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جو اولین اور آخرین کے علوم پر مشتمل ہے اس میں دنیاوی علوم بھی سما سکتے ہیں۔ اسی طرح مہارتوں اور نافع فنون سے استفادہ کرنا بھی اس کے تقاضوں میں شامل ہے۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے کہ معاشرہ ہر اس خیر کو حاصل کرے جس سے امت کو تقویت اور نفع پہنچے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے تزکیہ اور تعلیم کے متعلق بہت سی کاوشیں ذیل میں مذکور ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک اہل علاقہ کی تعلیم کا بندوبست بنیادی اہمیت رکھتا تھا۔ آپ کے ہاں تعلیم کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ لوگوں کو متعین فرماتے تو ان کی بنیادی ذمہ داری ہی اشاعت علم ہوتا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ عمال کے بھیجے جانے کا مقصد یوں بیان فرماتے: "فإني إنما بعثتهم ليعملوا الناس دينهم وسنة نبيهم صلى الله عليه وسلم"[11] (ترجمہ) میں نے تمہیں ان کے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ آپ لوگوں کو دین اور نبی کی سنتیں سکھائیں۔

والیان علاقہ کی بنیادی ذمہ داری میں تزکیہ نفس بھی شامل تھا۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے: "وإن أحق ما تعهد الراعي من رعيته تعهدهم بالذي لله عليهم في وظائف دينهم الذي هداهم الله له"[12] (ترجمہ) نگران کو اپنی رعایا کے ضمن میں سب سے زیادہ اہتمام ان کے دینی اعمال کے سلسلہ میں کرنا چاہیئے۔ جو ان پر اللہ کا حق ہے اور جن کی طرف اللہ نے اُن کی رہنمائی فرمائی ہے۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالی عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے بصرہ کا امیر بنا کر بھیجا جو اس وقت سب سے بڑے قاری اور فقیہہ تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے رعایا کی تعلیم ریاست کی ذمہ داری قرار دی تھی آپ رضی اللہ تعالی عنہ صوبوں میں معلمین اور مربین بھیجتے کہ ولاۃ کے ساتھ ذمہ داری پوری کرنے میں معاونت کریں۔ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے دس معلمین بصرہ بھیجے تھے تاکہ لوگ ان سے فقہ سیکھیں اسی طرح کوفہ میں معلمین بھیجے۔ شام کے والی یزید بن ابی سفیان نے آپ رضی اللہ

[11] أبو یوسف، یعقوب بن ابراهیم، **کتاب الخراج** (القاهره: المکتبۃ الأزهریۃ للتراث، 1990ء)، 1:24۔

[12] ایضاً، 1:23۔

تعالی عنہ کو خط بھیجا کہ شام کی آبادی زیادہ ہے اور ان لوگوں کو قرآن پاک اور فقاہت سیکھنے کی ضرورت ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کبار صحابہ کو بھیج دیا۔

آپ نے عساکر اسلامی کے امراء کو لکھا: "أن ارفعوا إلي كل من حمل القرآن، حتى ألحقهم في الشرف من العطاء وأرسلهم في الآفاق، يعلمون الناس، فكتب إليه الأشعري إنه بلغ من قبلي ممن حمل القرآن ثلثمائة وبضع رجال"[13] (ترجمہ) اس بندے کو میری طرف بھیجو، جس نے قرآن پاک یاد کیا ہے تاکہ انہیں بہترین عطاء میں شامل کروں اور انہیں آس پاس بھیجوں، تاکہ وہ لوگوں کو تعلیم دیں۔ ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ نے خط کے جواب میں لکھا: کہ میرے پاس تین سو سے زیادہ قرآن پاک کے حفاظ ہیں۔ معلمین میں سے ہر ایک کے پاس بہت بڑا حلقہ ہوتا تھا جس میں لوگوں کی کثیر تعداد جمع ہوتی تھی۔ "الذين في حلقة إقراء أبي الدرداء كانوا أزيد من ألف رجل، ولكل عشرة منهم ملقن, وكان أبو الدرداء يطوف عليهم قائما, فإذا أحكم الرجل منهم تحول إلى أبي الدرداء -يعني: يعرض عليه"[14] (ترجمہ) ابو الدرداءؓ کے حلقے میں ہزار سے زیادہ افراد تھے۔ ہر دس بندوں کے لئے ایک ملقن (یاددہانی کرنے والا، سمجھانے والا) ہوتا تھا جب کوئی بندہ سبق یاد کر لیتا تو ابو الدرداءؓ کے پاس جا کر سناتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ خلافت کے علاقہ میں تعلیم و تزکیہ پر توجہ دی اور وسائل وقف کئے، معلمین کے لئے تنخواہیں مقرر کیں۔ اشاعت علم کے لئے ہر طور سے عملی اقدامات اٹھائے۔

چھوٹے مدارس کا وجود آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانے میں آیا جن میں بچوں کو قراءت، کتابت سکھائی جاتی اور قرآن پاک حفظ کرایا جاتا تھا: "ثلاثة كانوا بالمدينة يعلمون الصبيان، وكان عمر بن الخطاب يرزق كل واحد منهم خمسة عشر درهما كل شهر"[15] (ترجمہ) مدینہ میں تین معلم تھے جو بچوں کو تعلیم دیتے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ان میں سے ہر ایک کے لئے مہینہ پندرہ درہم مقرر کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کبار صحابہ کو

[13] علاء الدين علی بن حسام الدين المتقي الهندي، **كنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال**، کتاب الأذكار، باب في القرآن (بيروت: ناشر مؤسسة الرسالة، 1401ھ)، حديث: 4018، 2:285۔

[14] شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبی، **سير أعلام النبلاء** (قاہرہ: دار الحدیث، 1427ھ)، 4:23۔

[15] الهندي، **كنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال**، الكتاب الخامس في الإجارة، فصل في محظوراتها، حديث: 9178، 3:924۔

مدینہ میں رکھاتا کہ امت کی سیاست میں آپ کی مدد کریں، مسلمان بچوں کو تعلیم دیں اور مشکل مراحل میں آپ کو مشورہ دیں چونکہ مدینہ کے لوگ علم اور فہم وفراست میں ایک خاص مقام کے حامل تھے اس لیے خلافت کے تمام صوبوں سے مسلمان لوگ مدینہ میں تعلیم کے حصول کے لئے آتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے مسجد کے ایک کونے میں ایک وسیع جگہ بنائی تھی جسے بطیحاء کہاجاتا تھا "وقال: من كان يريد أن يلغط،أوينشدشعرا، أو يرفع صوته، فليخرج إلى هذه الرحبة"[16](ترجمہ) آپ فرماتے: جو بات کرنا چاہے،آواز بلند کرے، یا شعر پڑھے تو وہ اس جگہ کی طرف نکلے۔ بچوں کو تعلیم دینے میں غیر مسلم معلمین سے بھی مدد لی۔ معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے قیساریہ کے چار ہزار غلام بھیجے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ان میں سے بعض کو بچوں کو تعلیم دینے اور بعض کو مسلمانوں کے دوسرے کاموں کی ذمہ داری سونپی، جیسا کہ مذکور ہے "وكان نصرانيا من نصارى الحيرة--- وكان يعلم الكتاب بالمدينة"[17](ترجمہ) کہ جفینۃ حیرہ کا ایک نصرانی تھا جسے سعد بن ابی وقاص نے اسے مدینہ بھیجوادیا اور وہ مدینہ میں بچوں کو تعلیم دیتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ معلم کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے اور ان کی بے ادبی کرنا نفاق کی علامت سمجھتے تھے آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: "ثلاثة لا يستخف بحقهن إلا منافق: إمام مقسط، ومعلم الخير، وذو الشيبة في الإسلام"[18] (ترجمہ) تین آدمیوں کی بے ادبی منافق کے علاوہ کوئی نہیں کرتا: عادل بادشاہ، لوگوں کو بھلائی سکھانے والا معلم اور بوڑھا مسلمان۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا تعلیمی سلسلہ شہری اور دیہاتی سب کے لئے تھا، ابن حجر عسقلانی نے لکھا: "وذلك أن عمر بعث في خلافته رجلا يقال له أبو سفيان يستقرئ أهل البوادي فمن لم يقرأ ضربه"[19] (ترجمہ) حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے دور خلافت میں ابوسفیان نامی ایک فرد کو متعین کیا، وہ دیہاتیوں کو پڑھاتا اور جو نہ پڑھتا اسے مارتا۔

---

[16] مالک بن أنس بن مالک، **الموطأ**، محقق۔ محمد مصطفی الأعظمی، کتاب السہوء، باب جامع الصلاۃ (أبوظبی: زاید بن سلطان آل نہیان للأعمال الخيرية والإنسانیۃ، 1425ھ)، حدیث:602، 2:244۔

[17] محمد بن سعد بن منیع، **الطبقات الکبری** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1410ھ)، 3:271۔

[18] عبد اللہ بن محمد بن إبراھیم ابوبکر بن أبي شیبۃ، **المصنف فی الأحادیث والآثار**، محقق۔ کمال یوسف الحوت، کتاب البیوع والأقضیۃ، باب فی الامام العادل (ریاض: مکتبۃ الرشد، 1409ھ)، حدیث:21920، 4:440۔

[19] أبوالفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد ابن حجر العسقلانی، **الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1415ھ)، 1:298۔

یہ تمام مرویات اس بات کی غمازی کرتی ہیں کہ حضرت عمر فاروق اس بات کا نہایت احساس رکھتے تھے کی معاشرہ کی تہذیب میں تعلیم کا اہم کردار ہے اور تعلیم اور تزکیہ سے ہی سماج کو درست سمت دی جاسکتی ہے۔

تعلیم کی نوعیت اور ضوابط

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ علم برائے عمل پر ارتکاز کرتے اور آپ ایسے علم کو پسند نہیں کرتے تھے جو عمل کا حصہ نہ بنے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ عملی علوم کے حصول کے لئے خصوصی رغبت دلاتے، آپ نے فرمایا: "تعلموامن أنسابكم ما تصلون به أرحامكم وتعرفون به مواريثكم، وتعلموا من النجوم ماتعرفون به ساعات الليل والنهار، وتهتدون به السبيل ومنازل القمر"[20] (ترجمہ) انساب کا علم سیکھو تا کہ تم ذوی الارحام تک پہنچو اور اس کے ذریعے مواریث کو پہچانو۔ اور علم فلکیات سیکھو جس کے ذریعے تم دن اور رات کے اوقات جان لو اور اس کے ذریعے راستے پہچانو اور چاند کی منازل سیکھو۔ مناظرہ بازی اور وقت کے ضیاع کو سخت ناپسند کرتے۔ حضرت عمر نے ایسے آدمی کو سزا دی تھی جس کی ساری کوشش اور توجہ متشابہات کے متعلق تھی۔

> جاءصبيغ التميمي إلى عمر بن الخطاب رضي الله عنه فقال: يا أمير المؤمنين، فأخبرني عن الذاريات ذروا، فقال رضي الله عنه: هي الرياح، ولولا إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما قلته. قال: فأخبرني عن المقسمات أمرا، قال رضي الله عنه هي الملائكة، ولولا إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقوله ما قلته، قال: فأخبرني عن الجاريات يسرا، قال رضي الله عنه: هي السفن، ولولا إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقوله ما قلته. ثم أمر بضربه۔[21]

ترجمہ: صبیغ تمیمی سیدنا عمر رضی اللہ کے پاس آئے اور ان سے الذاریات ذورا کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ اس سے مراد ہوا ہے، پھر صبیغ نے المقسمات امرا کے متعلق سوال کیا، تو آپ نے بتایا اس کے مراد فرشتے ہیں، پھر اس نے

---

[20] عمر بن شبۃ بن عبیدۃ بن ریطۃ، **تاریخ المدینۃ لابن شبۃ** (بیروت: دار احیاء التراث، 1399ھ)، 3:787۔

[21] أبو الفداء إسماعیل بن عمر ابن کثیر، **تفسیر القرآن العظیم** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1419ھ)، 7:386۔

مزید سوال کیا کہ الجاریات یسرا سے کیا مراد ہے تو آپ نے بتایا کہ اس سے مراد کشتی ہے، ہے اور یہ تمام باتیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نا سنی ہوتی تو تمہیں جواب نا دے پاتا۔ پھر آپ نے اس کی تادیب کا حکم دیا۔

مندرج بالا روایت واضح کرتی ہے کہ علمی سوالات کو آپ پسند فرماتے مگر حد سے زیادہ قیل و قال کو ناپسند کرتے کہ غیر معتدل انہماک سے جذبہ عمل کمزور پڑتے پڑتے عنقا بھی ہو جاتا ہے۔ اس لئے سائل کی زجر و توبیخ کی۔

مشق اور مہارتوں کا حصول

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشق اور مختلف مہارتیں سیکھنے پر بہت زیادہ زور دیتے تھے تا کہ عملی زندگی میں ان کا استعمال ہو سکے۔ آپ قبائل کے سرداروں اور صوبوں کے امراء کو تمام مسلمانوں کو مشق کرنے اور تیار رہنے کے احکامات بھیجتے تھے، ایک خط ابوعبیدۃ رضی اللہ تعالی عنہ کے نام بھیجا ہے ،آپ نے انہیں لکھا: "أن علموا غلمانكم العوم، ومقاتلتكم الرمي"[22]. (ترجمہ) کہ اپنے جوانوں کو تیراکی اور تیراندازی سکھاؤ۔ اسی طرح ابو موسیٰ اشعری کو لکھا کہ: "إذا لهوتم فالهوا بالرمي، وإذا تحدثتم فتحدثوا بالفرائض"[23]. (ترجمہ) جب تم کھیلو تو صرف تیراندازی کرو اور جب آپس میں علمی بحث کرو تو فرائض کی بات کرو۔ نیز شام کے امراء کو لکھا: "أن يتعلموا الرمي ويمشوا بين الغرضين حفاة وعلموا أولادكم الكتابة والسباحة"[24] (ترجمہ) کہ وہ نشانہ بازی سیکھائیں، اور دو نشانوں کے درمیان ننگے پاؤں چلیں، اور اپنے بچوں کو کتابت اور تیرنا سکھائیں۔

محققین نے تصریح کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے ہر قابل بندے کو ہنر سیکھنے کی ترغیب اور عملی مدد کو خلافت کی ذمہ داریوں میں شمار کیا۔

آپ مسلمانوں کو پر لذت اور عیش پرستانہ زندگی گزارنے سے منع کرتے تھے ،زندگی کے مختلف حالات کا مقابلہ کرنے کی خاطر جفاکشی کی زندگی گزارنے کی دعوت دیتے تھے۔ اس کے بارے میں آپ نے عتبۃ بن فرقد، عامل آذربیجان کو

---

[22] أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل ،**المسند**، کتاب مسند الخلفاء الراشدین، باب مسند عمر بن الخطاب (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، 1421ھ)، حدیث 323، 1409۔

[23] حسام الدین، **کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال**، کتاب الفرائض من قسم الأقوال، الفصل الأول: في فضله وأحكام ذوي الفائض والعصبات وذوي الأرحام، حدیث: 30475، 11:24۔

[24] ایضاً، حدیث: 11384، 4:467۔

لکھا کہ: "يا عتبة بن فرقد إنه ليس من كدك ولا من كد أبيك ولا من كد أمك فأشبع المسلمين في رحالهم مما تشبع منه في رحلك وإياكم والتنعم وزي أهل الشرك ولبوس الحرير فإن رسول الله (صلى الله عليه وسلم) نهى عن لبوس الحرير-"[25](ترجمہ) اے عتبہ بن فرقد! (تیرے پاس جو مال ہے) نہ تیری محنت سے ہے اور نہ ہی تیرے باپ کی محنت سے اور نہ ہی تیری ماں کی محنت سے تجھے حاصل ہوا ہے اس لئے مسلمانوں کو ان کی جگہوں پر پوری طرح سے وہ چیز پہنچادے جو کہ تو اپنی جگہ پر پہنچاتا ہے۔ تمہیں عیش و عشرت اور مشرکوں والے لباس اور ریشم پہننے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ریشمی لباس پہننے سے منع فرماتے تھے۔

آپ عملی مہارتوں کو پسند کرتے اور بعض مشقوں میں ان کو بہت اعلیٰ درجے کی مہارت حاصل تھی، آپ کی ایک مہارت کی بابت مورخین نے لکھا: "يأخذبيده اليمنى أذنة اليسرى تم ييجمع جزاميزه ويثب فكأنما خلق على ظهر فرسه"[26] (ترجمہ) کہ آپ اپنے دائیں ہاتھ سے اپنا دایاں کان پکڑتے تھے اور بائیں ہاتھ سے گھوڑے کا کان پکڑتے اور جست لگا کر گھوڑے پر بیٹھتے تھے گویا آپ کی خلقت گھوڑے کی پیٹھ پر ہوئی ہو۔ آپؓ پانی میں بہت لمبا غوطہ لگا سکتے تھے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں: "ربما قال لي عمر بن الخطاب: تعال أنا صلك في الماء أينا أطول نفسا ونحن محرمون"[27] (ترجمہ) کہ کبھی کبھار حضرت عمر فرماتے: آجاؤ پانی میں غوطہ لگاتے ہیں، دیکھتے ہیں کون پانی میں زیادہ طویل سانس روک سکتا ہے لیکن ہم اس سے محروم اور عاجز تھے۔

حضرت عمر مہارت سیکھنے اور اس میں کمال حاصل کرنے پر بہت زور دیتے تھے، ایک بار آپ نے کچھ لوگوں سے ایسا کلام سنا جو غلط تھا تو آپ نے فرمایا: "سوء اللحن أسوأ من سوء الرمي"[28](ترجمہ) کلام میں غلطی تیر پھینکنے میں غلطی سے زیادہ بری ہے۔ اگر کسی کو کسی کام پر مامور کرتے عمدگی سے مکمل نا کرتا تو اسے تادیب بھی کرتے۔ ابو موسی اشعری کے کاتب

---

[25] مسلم بن الحجاج القشیری، **الجامع الصحیح**، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم استعمال إناء الذھب والفضۃ علی الرجال والنساء، وخاتم الذھب والحریر علی الرجل، وإباحتہ للنساء، (بیروت: دار إحیاء التراث العربی، س۔ن)، حدیث: 2069، 3:1642۔

[26] محمود بن عمرو بن أحمدالزمخشري ،**الفائق في غريب الحديث والأثر**، كتاب حرف الجيم، باب الجيم مع الراء(لبنان: دار المعرفة، 1402ھ)، 205، 1۔

[27] حسام الدین، **کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال**، کتاب الحج من قسم الأفعال، فصل في جنايات الحج ومايقار بها، حديث: 12827، 5:263۔

[28] ابن سعد، **الطبقات الکبری**، 3:215۔

نے حضرت عمر کو خط لکھا جس میں کتابت کی صریح غلطی تھی تو حضرت عمر نے ابو موسیٰ کو لکھا: "فكتب إليه عمر أن اجلد كاتبك سوطا"[29] (ترجمہ) جب آپ کے پاس میرا یہ خط پہنچے، تو اپنے کاتب کی تادیب کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکتہ رس افراد کی حوصلہ افزائی کرتے تھے اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عباس کو کبار بدری صحابہ کے ساتھ مجلس میں بٹھاتے تھے حالانکہ کم عمر تھے لیکن علم اور فہم میں ملکہ حاصل تھا۔ اس قبیل کی تمام روایات یہ ظاہر کرتی ہیں کہ آپ معاشرہ میں کارآمد افراد کی حوصلہ افزائی فرماتے کہ ان کی صلاحیتوں سے سماج مستفید ہو سکے۔ اس سلسلے میں ظاہری حفظ مراتب کو بھی پرواہ نا کرتے۔

متوازن غذا

انسان کی بقاء کے لئے پاک، سالم غذا کا مہیا ہونا ضروری ہے۔ سالم غذا سے مراد وہ غذا ہے جو نوعیت اور کمیت کے لحاظ سے متوازن ہو جو انسانی جسم کے لئے جتنی لازمی قوت کی ضرورت ہو وہ اس سے مہیا ہو سکے۔ قرآن پاک میں غذا کی نوعیت اور کمیت دونوں کی طرف اشارہ ہوا ہے جیسے غذا کی نوعیت کی طرف اشارہ کرکے فرماتا ہے: ﴿ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰۤىِٕثَ ﴾[30] (ترجمہ) ور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کھانے کی چیزوں میں سے جو حلال کیا ہے وہ پاک ہے بدن اور دین دونوں اعتبار سے نافع ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے وہ خبیث ہے جو بدن اور دین دونوں لحاظ سے نقصان دہ ہے۔

دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ غذا کی نوعیت اور کمیت دونوں بیان فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ[31] (ترجمہ) اور کھاؤ اور پیو اور بے جا نا اڑاؤ کہ اللہ بے جا اڑانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اسراف سے مراد مقدار سے زیادہ کھانا کیونکہ ماکولات میں زیادتی کرنے کی وجہ سے جسم کو نقصان پہنچتا ہے اسی طرح لباس، کھانے پینے میں عیش و عشرت سے کام لینا یا حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرنے کا نام اسراف ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرورتمندوں کے لیے پاک غذا مہیا کرنے پر پوری کوشش صرف کرتے تھے۔ آپ نے مسلمانوں کے لئے جو جہاد کے میدان میں ہوں یا سرحدوں کی حفاظت کرنے والے ہوں سب کے لئے بقدر کفایت کھانا مقرر کیا تھا اور امراء کو حکم دیا تھا کہ وہ ہر مسلمان کے لئے بقدر کفایت کھانا مہیا کریں اور یہ ان کے لئے ماہانہ مہیا ہو اور دائمی

---

[29] أبو بكر محمد بن خلف بن حيان، **أخبار القضاة** (مصر: المكتبة التجارية الكبرى، 1366ھ)، 1:285۔

[30] القرآن 7:157

[31] القرآن 7:31

طور پر ہو۔دوسری طرف یہ بھی آپ کی پالیسی تھی کہ مسلمانوں کے لئے ایسی اشیاء مہیا ہوں جن سے بدن مضبوط و قوی ہو اور بیماریوں کا مقابلہ کر سکے جیسے روایت میں ہے:

عن عمر بن الخطاب إليه أهل الشام وباالأرض وثقلها وقالوا لا يصلحنا إلا هذا الشراب فقال عمر اشربوا هذا العسل قالوا لا يصلحنا العسل فقال رجل من أهل الأرض هل لک أن نجعل لک من هذا الشراب شيا لا يسكر قال نعم فطبخوه حتى ذهب منه الثلثان وبقي الثلث فأتوا به عمر فأدخل فيه عمر إصبعه ثم رفع يده فتبعها يتمطط فقال هذا الطلا هذا مثل طلا الإبل فأمرهم عمر أن يشربوه[32]

(ترجمہ) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب شام کی طرف آئے تو لوگوں نے وبا اور آب و ہوا کے ناموافق ہونے کا بیان کیا اور کہا بغیر اس شراب کے ہمارا مزاج اچھا نہیں رہتا آپ نے کہا شہد پیو انہوں نے کہا شہد موافق نہیں ایک شخص نے پوچھا کہ ہم اسی کو اس طرح تیار کریں جس میں نشہ نہ ہو آپ نے کہا ہاں، انہوں نے اس کو پکایا اتنا کہ ایک تہائی رہ گیا دو تہائی جل گیا اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے انہوں نے انگلی ڈالی جب وہ چَپ چَپ کرنے لگا آپ نے فرمایا یہ طلا تو اونٹ کے طلا کے مشابہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے پینے کی اجازت دی۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ خوراک کی فراہمی کے ساتھ ساتھ اس کی قیمتوں پر بھی نظر رکھتے تھے، فرماتے: "كيف اللحم فيهم فإنها شجرة العرب ولا تصلح العرب إلا بشجرتها"[33] (ترجمہ) گوشت کا بھاؤ کیا ہے ؟ کیونکہ وہ عربوں کا ایسا درخت ہے جس کے بغیر عرب رہ نہیں سکتے۔

آج کی فلاحی ریاستیں اپنے شہریوں کے حقوق کے لیئے اس سے بڑھ کے کوئی بھی مزید اقدامات نالا سکیں۔ جن کی بنیاد آپ نے اپنے دور میں اٹھانے کی کوشش کی تھی۔

---

[32] مالک، **الموطأ**، کتاب الأشربۃ، باب جامع تحریم الخمر، حدیث: 3134، 5:1241؛ محمد بن جریر بن یزید الطبری، تاریخ الطبری، **تاریخ الرسل والملوک** (بیروت: دار التراث، 1387ھ)، 4:188۔

[33] الطبری، **تاریخ الرسل والملوک**، 4:188۔

صحت

انسان کی صحت کا راز متوازن خوراک، محفوظ گھر، طہارت و پاکیزگی اور علاج پر موقوف ہے۔ان کی بابت آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی تعلیمات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

"إياكم والبطنة في الطعام والشراب! فإنها مفسدة للجسد، مورثة للسقم، مكسلة عن الصلاة؛ وعليكم بالقصد فيهما! فإنه أصلح للجسد، وأبعد من السرف"[34] (ترجمہ) شکم سیری سے بچو ،کیونکہ اس سے بدن خراب ہوتا ہے،انسان بیمار ہوتا ہے اور نماز میں سستی ہوتی ہے، تم کھانے میں میانہ روی اختیار کرو کیونکہ یہ جسم کے لئے مفید ہے اور اسراف سے بھی دور ہے۔

جدید سائنسی اکتشافات اور حظان صحت کے ماہرین ان نتائج تک پہنچے جو آج سے سینکڑوں سال پہلے آپ نے محض فراست سے اخذ کئے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ رہنے کے لئے مناسب اور ملائم جگہ اختیار کی جائے اس لئے جب شام میں طاعون کی وباء پھیل گئی تو آپ نے ابو عبیدۃ کو لکھا: "فإنك أنزلت الناس أرضا غمقه، فارفعهم إلى أرض مرتفعة نزهة"[35] (ترجمہ) تم لوگوں نے ایسی جگہ پڑاؤڈالا ہے جو پانی اور نمی کے قریب ہے ایسی طرف پڑاوڈالو، جو اونچی ہو اور مفرح ہو۔

جب قادسیہ کے وفود آپ کے پاس آئے اور ان کے رنگ اور شکلیں بگڑی دیکھیں، تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لکھا: "أنبئني ما الذي غير ألوان العرب ولحومهم؟ فكتب إليه: إن العرب خددهم وكفى ألوانهم وخومة المدائن ودجلة، فكتب إليه: إن العرب لا يوافقها إلا ما وافق إبلها من البلدان، فابعث سلمان رائدا وحذيفة- وكانا رائدي الجيش- فليرتادا منزلا بريا بحريا"[36] (ترجمہ) مجھے جواب چاہئے کہ کس چیز نے عربوں کے رنگ اور گوشت بدل دئے ہیں ؟انہوں نے اپنے جواب میں لکھا: عربوں کو غیر موافق رہائش نے بدل دیا

---

[34] الهندي، **كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال**، كتاب المعيشة من قسم الأفعال، باب محظور الأكل، حديث:41713، 15:433۔

[35] الطبری، **تاریخ الرسل والملوک**، 4:61۔

[36] ایضاً، 4:41۔

ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لکھا: عربوں کو وہی علاقہ موافق آتا ہے جو ان کے اونٹوں کے موافق ہو۔ حضرت سلمان اور حضرت حذیفہ کو اچھے مقام کی تلاش میں بھیجو یہ دونوں جو لشکر کے عمدہ رہنماہیں۔ وہ دونوں ایسا خشک علاقہ دریافت کریں جس کے اور میرے درمیان کوئی سمندر اور دریا اور نہ کوئی پل ہو۔

آج کے اس ترقی یافتہ دور میں ٹاؤن پلاننگ میں اصول ہے کہ شہروں کے بسانے میں حفظان صحت کے اصولوں کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔

نظافت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحت عامہ پر بھرپور توجہ دیتے۔ گھروں، راستوں اور صحنوں کی صفائی پر بہت زور دیتے تھے، آپ کا فرمان ہے کہ " يا أيها الناس! عليكم مثاويكم "[37] اے لوگو! اپنے گھروں کا خیال رکھا کرو۔

آپ والیان حکومت کے اہم فرائض میں شمار کرتے کہ وہ امت کے افراد کو عام نظافت کی طرف متوجہ کریں۔ ابن سیرین سے روایت ہے کہ جب ابو موسیٰ اشعری بصرہ آئے، تو ان سے کہا: "عن أبي موسى قال: إن أمير المؤمنين عمر بن الخطاب بعثني أعلمكم كتاب ربكم وسنة نبيكم وأنظف طرقكم"[38] (ترجمہ) مجھے امیر المؤمنین نے بھیجا ہے تاکہ میں تمہیں اپنے رب کی کتاب، نبی کی سنت اور اپنے راستوں کی صفائی بتاؤں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بیت المقدس فتح کیا تو وہاں ایک بڑا کوڑادان پایا، آپ نے چادر پھیلائی اور اس کے کوڑے کو جھاڑ و مار کر چادر میں ڈال دیا دوسرے لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ جھاڑو لگایا۔ آپ عام صفائی کا حکم دیتے تھے اور اس میں سستی کرنے والوں پر سختی کرتے تھے۔ آپ جب مکہ آئے تو مکینوں کو کہا: "قموا أفنيتكم، فمر بأبي سفيان فقال له: يا أبا سفيان! قموا فناءكم، فقال: نعم يا أمير المؤمنين حتى يجيء مهاننا: ثم إن عمر اجتار بعد ذلك فرأى الفناء كما كان فقال: يا أبا سفيان! ألم آمرك أن تقموا فناءكم؟ قال: بلى يا أمير

[37] الهندي، **كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال** ، كتاب القصاص والقتل والديات والقسامة من قسم الأفعال، باب قتل المؤذيات حدیث: 40264،15:101۔

[38] علی بن الحسن ابن عساکر، **تاریخ مدینہ دمشق** (بیروت، دار الفکر، 1996ء) 32:69۔

المؤمنين ونحن نفعل إذا جاء مهاننا، فعلاه بالدرة فضربه بين أذنيه"[39](ترجمہ)اپنے صحنوں کو صاف کرو، پھر ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو ان سے کہا کہ اپنے صحن کو صاف کریں، انہوں نے کہا: ٹھیک ہے یاامیر المؤمنین یہاں تک کہ ہمارا خادم آجائے، پھر اس کے بعد حضرت عمرؓ دوبارہ گزرے، تو صحن کو اسی طرح پایا، آپ نے کہا: اے ابوسفیان! کیا میں نے تمہیں اپنے صحن برابر کرنے کے بارے میں حکم نہیں کیا تھا؟ اس نے کہا: ہاں، یاامیر المؤمنین، لیکن ہم یہ اسوقت کریں گے جب ہمارا خادم آئے گا، آپؓ نے درہ اٹھایااور دونوں کانوں کے درمیان ان کو مارا۔(یہ روایت اصول درایت پر پورا نہیں اترتی، کیونکہ محض اپنے گھر کی صفائی میں کسی وجہ سے تاخیر پر کسی بھی عام شہری کو سزادیناشرعااور عقلاہر دواعتبار سے محل نظر ہے)۔ نیز اس طرح صفائی پسندی کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: "إنه ليعجبني الشاب الناسك، نظيف الثوب طيب الريح"[40](ترجمہ) مجھے نوجوان عبادت گزار، صاف کپڑے اور خوشبولگانے والا پسند ہے۔

ان تمام ہدایات اور اقدامات سے نظافت سے متعلق آپ رضی اللہ تعالی کے (Civic Sense) کا ایک خوبصورت نمونہ نظر آتا ہے۔

صحت عامہ کی حفاظت کی خاطر اقدامات:

حضرت عمر متعدی امراض والے لوگوں کے لئے گھر وغیرہ میں علیحدہ جگہ مہیا کرنے پر زور دیتے تھے جسے قرنطینہ کہا جاتاہے۔تاکہ امراض وبا کی صورت میں نا پھیل سکیں۔روایت ہے کہ: "إن عمر بن الخطاب مر بامرأة مجذومة وهي تطوف بالبيت فقال لها: يا أمة الله لا تؤذي الناس لو جلست في بيتك"[41](ترجمہ) حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ایک ایسی عورت سے ملے جسے جذام کا مرض لاحق تھااور گھروں میں گھوم رہی تھی، آپ نے فرمایا: اے اللہ کی بندی! لوگوں کو تکلیف نہ دے، کاش تو اپنے گھر میں بیٹھ جاتی۔ اسی طرح جب شام میں وباء پھیل گئی تو حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے قرنطینہ کے متعلق اسلامی کانفرنس منعقد کی تھی، اوراس کانفرنس کی روداد ابن عباسؓ کے روایت سے یوں ملتی ہے "أن عمر بن

---

[39] الهندي، **کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال**، کتاب القصاص والقتل والديات والقسامة من قسم الأفعال، باب قتل المؤذيات، حديث: 36018، 12:666۔

[40] ابو یوسف بن حسن بن أحمد بن حسن بن عبد الهادی، **محض الصواب فی فضائل أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب** (المدينة النبوية: عمادة البحث العلمي بالجامعة الإسلامية، 1420ھ)، 2:714۔

[41] الهندي، **کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال**، کتاب الطب من قسم الأفعال، باب الأمراض، حديث: 28502، 10:96۔

الخطاب رضي الله عنه خرج إلى الشأم ---سمعت رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يقول إذا سمعتم به بأرض فلا تقدموا عليه وإذا وقع بأرض وأنتم بها فلا تخرجوا فرارا منه قال فحمد الله عمر ثم انصرف۔"[42](ترجمہ) حضرت عمر بن خطاب شام جانے کو روانہ ہوئے، جب مقام سرغ میں پہنچے تو ان سے لشکر کے امراء ملے اور بتایا کہ ملک شام میں وباء پھوٹی ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مطلع کیا کہ شام میں وباء پھوٹ پڑی ہے، لوگوں نے اختلاف کیا کہ ہم جس کام کے لئے نکلے ہیں اس سے واپس ہونا مناسب نہیں اور بعض نے کہا کہ ہمارے ساتھ جید لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ ہیں، اس لئے ہمارا اس وباء کی طرف پیش قدمی کرنا مناسب نہیں، آپ نے ان کو ہٹا دیا، پھر فرمایا کہ میرے پاس انصار کو بلالو، میں نے ان کو بلا کر ان سے مشورہ کیا تو وہ لوگ بھی مہاجرین کی طرح اختلاف کرنے لگے تو ان کو بھی ہٹا دیا۔ پھر فرمایا کہ قریش کے بوڑھے لوگوں کو بلاؤ، چنانچہ میں نے ان کو بلایا، اس معاملہ میں انہوں نے اختلاف نہیں کیا اور کہا کہ لوگوں کو وہاں لے جانا اور اس وباء میں پیش قدمی مناسب نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ میں کل صبح واپس جاوں گا، چنانچہ لوگ صبح کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا اللہ کی تقدیر سے فرار ہو رہے ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عبیدہ! کاش تمہارے علاوہ کوئی دوسرا شخص کہتا، ہاں ہم تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف بھاگ رہے ہیں، بتاو تو کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم کسی وادی میں اترو، جس میں دو میدان ہوں، جن میں سے ایک تو سر سبز و شاداب ہو اور دوسرا خشک ہو، پھر اگر تم سر سبز میدان میں چراتے ہو تو بھی تقدیر الٰہی سے اور اگر خشک میدان میں چراوگے تو بھی تقدیر کی وجہ سے، راوی کا بیان ہے کہ عبدالرحمن بن عوف آئے اور انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم کسی جگہ کے بارے میں سنو کہ وہاں وباء پھیل گئی ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی جگہ وباء پھیل جائے اور تم وہاں موجود ہو تو وہاں سے فرار نہ ہو جاؤ۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر وہاں سے واپس ہوئے۔ ہر طرف خوف پھیلا دینے والے حالیہ وبائی مرض کرونا[43](Covid-19) کے بارے میں ڈبلیو۔ ایچ۔ او۔ کی طرف سے احتیاطی تدابیر بعینہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سوچ سے مستعار و مستفیض ہیں۔

---

42 محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الطب، باب ماجاء فی ذکر الطاعون (دار طوق النجاۃ، 1422) حدیث: 7، 130، 5729۔

43 کرونا وائرس ڈیزیز 2019، عصر حاضر کی ایسی وباء ہے جس نے دنیا کا سارا نظام الٹ کر رکھ دیا ہے۔ اس کے بچاو کی اہم ہدایات کے لئے ملاحظہ کریں۔ https://www.who.int/health-topics/coronavirus#tab=tab_2

طب اور دواسازی وغیرہ کے متعلق حضرت عمرؓ کے اقدامات

حضرت عمرؓ رعایا اور عمال کے علاج پر توجہ دیتے تھے اس لئے آپ مجاہدین کے ساتھ اطباء بھیجتے تھے۔ مؤرخین کی تصریح ہے کہ اسلامی خلافت میں لشکر کے ساتھ اطباء بھیجنے کا کارنامہ سب سے پہلے آپ نے سرانجام دیا تھا۔ معیقب الدوسی حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف سے بیت المال پر مقرر تھے ان کو جذام بیماری لاحق ہوئی "وكان يطلب له الطب من كل من سمع له بطب حتى قدم عليه رجلان من أهل اليمن فقال: هل عندكما من طب لهذا الرجل الصالح؟"[44] (ترجمہ) آپ نے اس کے علاج کے لئے تحقیق کی دو آدمی جو یمن سے آئے تھے ان سے پوچھا: کہ کیا تمہارے پاس اس نیک آدمی کا علاج موجود ہے۔ نیز جب آپ کو خنجر سے زخمی کیا تو آپ نے فرمایا: میرے پاس ایک طبیب بھیجو جو میرے اس زخم کو دیکھے۔ اس وقت آپ کے پاس کئی اطباء بھیجے گئے۔[45]

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے حفظان صحت کے بارے میں دیگر نظریات بھی منقول ہیں: آپ فرماتے: "سافروا تصحوا"[46] سفر کرو صحت مند رہو گے، آپ فرماتے: "لا تطيلوا الجلوس في الشمس فإنه يغير اللون يقبض الجلد ويبلي الثوب ويحث الداء الدفين"[47] (ترجمہ) دھوپ میں زیادہ دیر تک نہ بیٹھو، کیونکہ اس سے رنگت خراب ہوتی ہے جلد کو سکیڑتی ہے، کپڑا پرانا ہوتا ہے اور چھپی ہوئی بیماریاں ظاہر ہوتی ہیں۔

ابن رافع سے روایت ہے "رآني عمر معصوبة يدي أو رجلي فانطلق بي إلى البيت فقال بطه فإن المدة إذا تركت بين العظم واللحم أكلته"[48] حضرت عمرؓ نے مجھے دیکھا میرے ہاتھ یا پاؤں پر پٹی باندھی تھی، تو مجھے گھر لے گئے اور کہا: اس کو پھوڑ دو کیونکہ پیپ جب ہڈی اور گوشت میں رہ جائے تو وہ اسے گلا دیتی ہے۔ آج تک پیپ کا وغیرہ کا علاج پھوڑنے یا پیپ اندر سے خشک کرنے سے کیا جاتا ہے۔ طب اور علاج کی اہمیت کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے

---

[44] ابن سعد، **الطبقات الکبری**، 4:88۔

[45] ایضاً، 3:263۔

[46] أبو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی، **المصنف**، محقق۔ حبیب الرحمن الأعظمی، کتاب المناسک، باب صلاۃ الجماعۃ في السفر وکیف تسلیم الحاج (شہر: المجلس العلمی الھند، 1403ھ)، حدیث: 9269، 5:168۔

[47] الھندي، **کنز العمال في سنن الأقوال والأفعال**، کتاب الصحبۃ من قسم الأفعال، باب "حق المجالس والجلوس" حدیث: 25752، 9:223۔

[48] ایضاً، حدیث: 28496، 10:93۔

حارث بن کلدۃ سے پوچھا جو عرب کا مشہور طبیب تھا، "ما الدواء؟ قال: الأزم يعني الحمية"[49] (ترجمہ) طب کیا چیز ہے ؟اس نے کہا: پرہیز یعنی کم کھانا۔ اسی وجہ سے آپ شکم سیری کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ آج کی ترقی یافتہ دنیا ان اصولوں کو سائنسی بنیادوں پر تسلیم کرتی ہے۔

معاشی عوامل کی اصلاح

معاش کا سماج کی صالح تشکیل میں بنیادی کردار ہے۔ غربت انسان کی ترقی پر منفی اثر ڈالتی ہے اسی طرح غریب، مالدار سے غذا، صحت، تعلیم اور مہارت وغیرہ کے لحاظ سے بھی کمتر رہتا ہے۔ نیز اسکی وجہ سے جرائم زیادہ ہوتے ہیں، امن اور استحکام نہیں رہتا۔ لہذا غربت کا علاج کرنا، عنصر بشری کی اہمیت کو بڑھانے کے مترادف ہے۔ معاشی آسودگی سے امن واستحکام حاصل ہوتا ہے۔ غربت کا علاج کفالت اور تکافل ہے۔ اس دور میں وظائف، نظام زکوۃ کی عملیت پر بھرپور توجہ کی گئی تھی جس کی وجہ سے معاشرہ خیر القرون بنا۔ عصری فلاحی ریاستیں ان اصولوں کی عموماً تنفیذ کر چکی ہیں۔

نتائج بحث

سماجی ترقی ،معاشرے میں تعلیم ،امن واستحکام ،علاج ،صحت ،غذا، معاشی توازن اور سہولیات کی فراہمی پر منحصر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں مذکورہ لوازمات سب کو مہیا تھے اسی وجہ سے یہ ایک مثالی سماج تھا۔ اس کی مثال تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس لئے اس دور میں پیش آمد نظائر نا صرف ایک سنگ میل تھے بلکہ انسانی ارتقاء میں اس کا کردار بھی اہمیت رکھتا ہے۔ اس دور کی نمایاں خصوصیات میں لازمی تعلیم اور سب کے لئے حکومت کی طرف سے، تعلیم برائے معاشرہ، صحت اور حفظان صحت کے لئے اقدامات، معاشرہ کو منفی طور پر متاثر کرنے والے عوامل کا سختی سے سد باب نیز صالح معیشت کا قیام شامل ہیں۔ یہ مفروضہ کہ انسانی سماج آج ترقی کی انتہا پر ہے، محض ایک دعوی ہے۔ اس مقالہ سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسلام کی روح کے مطابق ان بنیادی لوازمات کی فراہمی کو یقینی بنایا۔

اگر اختصار سے ان کا جائزہ لیا جائے تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ انسانیت چودہ صدیوں بعد جن منازل تک پہنچی ہے، اسلام نے ان کے سنگ میل اپنی تعلیمات میں عطا کئے تھے۔ یہ تعلیمات محض اخلاقی نوعیت کی نہیں بلکہ قانونی طرز کی ہیں۔ ان کا اصلی رخ

---

[49] احمد بن قاسم ابن ابی اصبیعۃ، **عیون الأنباء فی طبقات الأطباء**، (بیروت: المطبعہ الوہبیہ، 1972ء)، 22۔

ہمیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے دور مسعود میں ملتا ہے۔ اگرچہ وہ دور آج کے سائنسی یا جدید معاشی لحاظ سے ترقی یافتہ نہ تھا لیکن ایک ترقی یافتہ، مہذب اور فلاحی معاشرہ کے شایان شان بنیادیں فراہم کر چکا تھا۔ آج صفحہ ہستی پر فلاح انسانیت سے متعلق جو نشان ملتے ہیں یہ سب دین محمدی کا فیضان ہے لیکن مرور زمانہ سے اس میں ایسی چیزیں بھی شامل کر لی گئی جو شرائع کی تعلیمات کے برعکس ہیں جن کی اصلاح وقت کی اہم ضرورت ہے۔

سفارشات

تعمیر سماج سے متعلق سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بصیرت اور اٹھائے گئے اقدامات آج ہم سے حسب ذیل اقدامات کا تقاضا کرتے ہیں

1. حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فروغِ تعلیم کے لئے حتی الامکان کاوشیں کیں حتی کہ غیر مسلموں کو بھی استاد مقرر کیا گیا ان کی بصیرت آج مسلمانوں کے لئے ترقی کی بنیاد ہے۔
2. حفظان و بقائے صحت کی بدولت معاشرہ کی توانائی صحیح رخ پر استعمال ہوتی ہے۔ لہذا اس کو اولیت کے درجہ میں رکھا جائے
3. طب کا شعبہ مسلسل جدید اکتشافات و انکشافات کا میدان ہے۔ اس میں انہماک اور ترقی بصیرت فاروقی کا تقاضا ہے۔
4. بصیرتِ فاروقی کی روشنی میں منصفانہ اور عادلانہ معاش کی فراہمی ہی مثالی معاشرہ کی بنیادی ذمہ داری ہے۔
5. تمام حکومتی اداروں میں جہاں سماج کی اصلاح اور ترقی کی کاوشوں میں دیگر حکومتی نظاموں کا مطالعہ شامل رکھا جاتا ہے وہاں عہد فاروقی سے بھی بالخصوص اکتساب کیا جائے۔
6. مسلم سماج کو چاہئے کہ وہ ہم عصر غیر مسلم سماج سے مثبت اقدار، روایات اور مادی ترقی سیکھنے میں جھجک نا محسوس کرے۔ بلکہ اس کو ملت کے لیے لوازمات میں شامل رکھے۔
7. عصر حاضر میں حضرت عمر فاروق کے ان عملی تجربات کو اس روح کے ساتھ پیش کیا جائے، تاکہ یہ زمانہ حاملین دین کے علمی سرمایہ سے مستفیض ہو، اور سسکتی انسانیت کو دامن دین میں دینی اور اُخروی فوائد حاصل ہوں۔

Bibliography

Al-Quran Al-Karīm (Urdu Tarjumah by Maulānā Fateh Muhammad Khan Jālandrhī). Lahore: Faran Foundation, 2013.

‘Abd al-Razzāq Ibn Hmmām Ibn San’ānī. *Musanaf Abd Razzāq*. ed. Habību ur Rahman. Gujrat: Al Majlis Hind, 1404 AH.

‘Imād ud-Din, Umar ibn Kathīr. *Tafsīr al- Qurʾān al- ʿAẓīm*. Beirut: Dar ul Ilmiah, 1419 AH.

‘Umar bin Shabtah, Ibn e Retah. *Taarikh Al Madīnah li ibn e Shabtah*. Beirut: Dar Ihyā ul Turāth, 1399 AH.

Abu Bakr Ibn Abi Shaybah, Ibn Abi Shaybah. *Musannaf Ibn Abi Shaibah*. Edited by Kamāl Yousef. Riyadh: Maktaba al Rushad, 1409 AH.

Aḥmad Ibn Muhammad Ibn Ḥanbal Ash-Shaibānī. *al-Musnad*. Beirut: Muasaset ar-Risalah, 1421 AH.

Al Aqqad, Abbas Mahmood, *A'bqaiat Ummar*. Cario:Bait ul Yasmeen,2017.

Alā al-Dīn, ‘Ali ibn ‘Abd-al-Malik Hassām al-Din. al-Muttaqī. *Kanz al-‘Ummāl Fi Sunan al-Aqwāl wa al-Af'āl.* Beirut: Muasaset -ar-Risālah, 1401 AH.

Alī ibn Muhammad ibn Ḥajar, al-ʿAsqalānī. *Al-Asāba fi Tamyīz al-Sahāba*. Beirut: Dar ul kuttub ul Ilmiah, 1419 A.H.

Ali Muhammad al-Sallābī. *Fasl al-Khitāb* fi Sīrat ibn *al-Khattāb* Amīr al-Mu'minīn 'Umar ibn *al-Khattāb*. Cairo: Maktabah al Tab'īn, 1423, A.H.

Ali Muhammad, Ali al-Sallabi, *Fasal al khattab fi seerat umar ibn al khattab,* Cairo: Maktaba Al ta'bae'een, 2004.

Heikal, Muhammad Hussain, *Al Farooq al Ummar.* Cario: Maktba al was't, 2009.

Ibn, Abi as'biah, Ahmad bin Qasim, *A'youn anba fi tabqat alati'ba*, Beriut: Matba Al Wahbia. 1972.

Mahmood Shees, al Khatab,*Al Farooq al Qa'aid*, Bagdad :Matba Al A'ani,2006.

Mahmud ibn Umar al-Zamakhsharī, Al Fāiq fi Gharīb ul Hadith wal Āsār. Lebanon: Dar ul Ma'arifah, 1402 AH.

Mālik bin ʾAnas bin Mālik. *Al-Muwaṭṭāʾ*. Edited by Muhammad Mustafa. Abu Dhabi: Maktaba Zaid bin Sultan, Al Nahyan, 1425, A.H.

Muhammad bin Ismail Al-Bukhāri. *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* . Dar Tauq al Nijjāh, 1422, AH.

Muhammad bin Khallāf, Abu Bakkar. *Akhbār ul Qudhāh*. Cairo: Al-Maktaba al Tijāriāh Al-kubrā, 1366 AH.

Muhammad ibn Aḥmad . *Al-Dhahabī, Sīyyar al Ā`lām al-Nublā.* Cairo: Dar ul Hadith, 1427 AH.

Muhammad ibn Sā‘d ibn Manī‘, Ibn e Sa‘d. *Kitāb aṭ-Tabaqāt al-Kubrā*. Beirut: Dar ul Kuttub ‘Ilmiyah. 1410, AH.

Muslim ibn al-Ḥajjāj , al-Qushayrī. *Ṣaḥīḥ Muslim*. Beirut: Dar Ahyā ul Turāth al-Aarbī, ND.

Qala ji, Muhammad Rawas, *Mosoa'a fiqh Ummar bin Khattab,* Cairo: Dar ul Nafāis, 1989

Shibli Noumani, Molana. *Al Farooq.* Lahore: Al Misbah, 2000.

Yaqùb ibn Ibrahim al-Ansārī, Abu Yousef. *Kitāb al-Khirāj*. Cairo: Al Maktaba al Azhariah, 1990.

Yousuf bin Hassan, *Mahdh al Sawāb fi Fadha'il Ameer ul Mominīn Umar bin khattāb.* Madinah: 'Amadah tul Bahās ul ilmi, Islamic University, 1420 AH.

Zakar, Sohail. *Al yarmook wa fath al ummari al islami lil quds*. Beruit: Maktbaba al wahab.2006.